

# اخبار

• - ۱۶ اپریل ۱۹۶۳ء

”دور جدید میں اسلام ہی ایک ایسے جامع سیاسی اقتصادی نظام کا حامل ہے جو پورے معاشرے کی خوش حالی اور استحکام کا ضامن ہے یہی نظام بین الاقوامی امن اور خوش حالی کے قیام میں مدد دے سکتا ہے“ انڈونیشیا کی اسلامی علوم کی ممتاز شخصیت ڈاکٹر قہر الدین یونس نے ادارے میں تقریر کے دوران فرمایا۔ آپ ”اسلامی اقتصادی نظام“ کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے مسئلہ پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرمایا ”اسلامی تعلیمات عالمگیر ہیں اور ہر لحاظ سے جامع ہیں۔ قرآن صرف عبادات کا تذکرہ نہیں بلکہ نظام حیات کا بھی مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے۔ دور جدید میں اقتصادی نظامات کے لحاظ سے ہم ایسی جگہ ہیں کہ ہماری حرکت دائرے کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ ہم ارتقا کی منازل طے کرتے ہوئے جس نقطے پر اس وقت کھڑے ہیں اگر یہاں سے سوشلزم کے راستے پر چلتے جائیں تو یقیناً ہم پھر اس بدوی دور میں پہنچ جائیں گے جہاں سے انسانی اقتصادیات نے سفر شروع کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ انسانی تاریخ میں مذہب اور اقتصادیات کو ہمیشہ سے بے حد اہمیت حاصل رہی ہے اور آج کی تاریخ میں بھی ان کو بہت دخل ہے۔ آج ہمیں ان دونوں کو اس طرح امتزاج دینا ہے کہ ہم سمجھے جانے کی بجائے

اگے قدم بڑھائیں۔

انہوں نے کہا اسلام اعتدال کا مذہب ہے اور قرآن امت مسلمہ کو "امۃ وسطاً" کہتا ہے چنانچہ اس وقت کے دونوں انتہائی اقتصادی نظاموں کا تقابلی مطالعہ کر کے ہی ہم درمیان کی راہ متعین کر سکتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام — انفرادی ملکیت کی آزادی کے ساتھ ساتھ مسابقت کی بھی مکمل آزادی دیتا ہے جس سے منفعوت پرستی کا رجحان پیدا ہوتا ہے جو پائیدار کارآمدیت پرستی کو جنم دیتا ہے۔ دوسری طرف اشتراکیت کا نظام ذرائع پیداوار کی انفرادی ملکیت ختم کر کے مجموعی ملکیت بلکہ صحیح معنوں میں طبقہ بالا کی ملکیت کے ذریعے اکثریت کو اقلیت کا غلام بنا دیتا ہے۔ لیکن اسلام ان دونوں انتہاؤں کو ناپسند کرتا ہے۔ قرآن "عمل" کے لفظ پر زور دے کر انسانی محنت کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ ذرائع پیداوار کی ملکیت پر باندھی قرآن کے نزدیک "ظلم" ہوگا۔

ڈاکٹر لیس صاحب نے آخر میں اپنے نظریہ معاشیات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اقتصادیات کے تین بڑے شعبے ہیں — پیداوار — تقسیم اور صرفت — اور موجودہ تمام خرابیوں کی جڑ نامنصفانہ تقسیم ہے۔ ان کے نزدیک تجارت کی روح اسلامی نہیں، قرآن "بیع" کو حلال کہتا ہے، "تجارت" کو نہیں زمانہ جدید کی تجارت محض تقسیم اشیا کے بیرونی پھیر کا نام ہے، جس میں ادیت پرستی اور نفع خوری کی تمام برائیاں چنانچہ خوشنام الفاظ کے ساتھ موجود ہیں، اسلامی تجارت کی شرائط دو ہیں: تجارت حاضراً، اور علیٰ تراضی۔ انہوں نے کہا کہ دور جدید میں ذرائع تقسیم کے پھیلاؤ نے پیداوار اور صارفین کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ کر دیا ہے، اسی فاصلے کی وجہ سے جہاں قیمتوں میں اضافہ، ذخیرہ اندوزی، نفع خوری اور دوسری خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں، وہاں پیداوار کی شرح اضافہ بھی کر گئی ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی نظام اقتصادیات میں ذرائع تقسیم حکومت کے ہاتھ میں ہونا چاہئیں۔ حکومت پیداوار اور صارفین کے مابین درمیانی واسطہ کا کام دے گی، اسلامی سیاسی اقتصادی نظام کے تحت انفرادی طور سے تجارت اور اس کے متعلقات کی ممانعت ہوگی، اس کی جگہ حکومت "عوامی منڈیاں" قائم کرے گی اور اس طرح پیداوار حکومت کے توسط سے براہ راست صارفین کو پہنچ سکے گی۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اسلام انفرادی ملکیت پر باندھی عائد کرنے کا قائل نہیں۔ کیونکہ اسلام مادی ذرائع پیداوار کی بجائے عمل اور انسانی محنت پر زیادہ زور دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام انسانی محنت اور پیداوار پر پابندیاں عائد نہیں کرتا۔

ڈاکٹر قہر الدین یونس حکومت انڈونیشیا کی وزارت تعلیم عالیہ میں ذمہ دار منصب پر فائز ہیں۔ اسلامی قانون اور اقتصادیات موصوف کا خصوصی موضوع ہے۔ آپ نے مشرق وسطیٰ میں جامعہ انہر اور قاہرہ یونیورسٹی سے علم اسلامی اور اقتصادی علوم میں سند فیضیلت حاصل کی۔ اور "اسلامی سیاسی اقتصادی نظام کے موضوع پر کولمبیا یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا۔

● — ۱۸ اپریل ۱۹۶۳ء

مؤتمر فلسفہ حیدرآباد میں شرکت کے بعد علوم اسلامی کے کئی گرامی قدر حضرات ادارے میں تشریف لائے۔ ان میں جناب محمد سرور "مدیر" الرحیم، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، جناب بشیر احمد ڈار اور جناب محمد حنیف مدوی (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور)، ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا (صدر شعبہ مذہب و تقابل ادیان، سنڈیونیورسٹی) اور دیگر کرم فرما احباب شامل تھے۔ ان حضرات نے ادارے کے امور اور اس کی کارکردگی میں خاصی دلچسپی کا اظہار فرمایا اور رفقاء سے دیر تک تبادلہ خیال کرتے رہے۔

پاکستان چوک

کراچی ۷